

حج بیت اللہ: عالمی توحیدی اجتماع

ڈاکٹر انیس احمد

حج کی اہمیت اور افادت کے لیے اس کا ایک رکنِ اسلام ہونا بجائے خود کافی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کا سب سے نمایاں پہلو انیسا کرام علیہم السلام کی دعوت کے مرکزی اور کلیدی پیغام کو انسانوں کے لیے ایک قابل عمل عبادت اور مظہر اطاعت بنادینا ہے۔ قرآن کریم نے تمام انیسا کرام کی دعوت کو محض دو الفاظ میں بیان فرمادیا ہے کہ اللہ کے بندے بن جاؤ اور ہر باغیانہ سرکشی سے بازاً جاؤ، آئِ اَعْبُدُوا اللَّهُ وَ اَجْتَنِبُوا الطَّاغُوتُ (النحل ۳۲:۱۶)۔ چنانچہ میدانِ دعوت مکہ کی وادی غیرہ زرع ہو یا ماوراء الشہر کی عراق و شام کی سربز و شاداب سر زمین، ہر جی بحق نے انسانوں کے خود ساختہ معبودوں کو وہ پھر اور لکڑی سے بننے ہوں یا وہم و گمان کی پیداوار ہوں، وہ مندر اور کلیسا میں ہوں یا انہاں خاتہ دل میں محفل جمائے ہوں، وہ معاشرتی رسم کے خدا ہوں، یا معاشی استحکام اور سیاسی اقتدار کے حریص بادشاہ ہوں، ان تمام بے اصل سرچشمہ ہواؤ ہوں کو جھل خرد کی باطل پیداوار قرار دیتے ہوئے انسانیت کو صرف اور صرف ایک رب العالمین، حکم الخاکیں اور خالق کائنات کی بندگی اور اطاعت کی طرف متوجہ کیا۔

حج کا عظیم مقصد زندگی کے ہر عمل کو توحید خالص میں رنگ کر ایک کلی انتقال کا بربپا کر دینا ہے تاکہ انسان کے انفرادی معاملات ہوں، عقیدہ و عمل ہو، مرنا اور جینا ہو، ہر مکہ مدل صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کا پابند ہو جائے:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
شَرِيكَ لَهُ ۝ وَ بِذَلِكَ أُمُوتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ (الانعام ۱۶۲:۶)

کہو، میری نماز، میرے تمام مراسمِ عبودیت، میرا جینا اور میرا مرننا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سراطِ امانت جھکانے والا میں ہوں۔

اس توحید خالص کی پکار کو قرآن کریم نہ اے حج کے زیرِ عنوان یوں بیان فرماتا ہے: ”اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دُور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں رکھے گئے ہیں“ (الحج: ۲۲-۲۸)۔ یہ توحید خالص کی دعوت تمام انسانیت کے لیے ہے کیونکہ اسلام تمام انسانیت کے لیے اللہ کی طرف سے آخری اور مکمل دین یا کر بھیجا گیا ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ
الْإِسْلَامَ دِينًا ط (المائدہ: ۵: ۳) آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی
حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

حج زندگی کی بے شمار شاہراہوں کا تزکیہ کرتے ہوئے تمام انسانوں کو صراطِ مستقیم، سوا اس بیل، سراجِ میر اور الہدیٰ کی طرف بلاتا ہے تاکہ انسان خود کو ہر نوعیت کے شرک سے نکال کر ان کلمات کی سکرار کرے جو توحید خالص کے پیغام بر ابوالانیا کی زبان مبارک سے نکلے تھے: إِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشَرِّكُونَ ۝ (الانعام: ۱۹) ”جن کو تم شریک کٹھیراتے ہو، میں ان سب سے براءت کا اعلان کرتا ہوں“۔ گویا میں نے تمام معاشی، سیاسی، ثقافتی اور معاشرتی خداوں سے نجات حاصل کرتے ہوئے مقصودِ حیات کو پالیا ہے۔ اپنی سست کو درست کر لیا ہے، زاویہ نظر کی اصلاح کر لی ہے اور یکسو ہو کر صرف اور صرف اللہ کو اپنا حاکم اور مولاً تسلیم کر لیا ہے۔ ”میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ آس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں“۔ (الانعام: ۶: ۷)

اس شعوری فیصلے کا اعلان وہ تلبیہ کے ہر لفظ کے ذریعے سرگوشی میں نہیں بلکہ بلند آواز سے کرتا ہے کہ کائنات کی ہرشے جس تک اس کی آواز پہنچ سکے اس راستی اور شہادتِ حق کی گواہ بن جائے۔

ہاں، ہاں، میں حاضر ہوں۔ مالک تمام عظمت، تقدس، شناع، حمد، تعریف صرف اور صرف آپ کے لیے ہے۔ آپ ہی ہر حمد و عظمت کے مستحق ہیں۔ آپ کے سوا کوئی حاکیت و اقتدار میں ذرہ برابر شریک نہیں ہو سکتا اور نہ کسی تعریف و توصیف کا مستحق ہو سکتا ہے۔ میں نے اپنی مادری زبان، اپنے ملکی لباس کو، اپنے گھر کو، اپنے کار و بار کو، اپنے دوست اور اقربا کو، غرض ہر واسطے کو چھوڑ کر صرف دامنِ توحید میں پناہ لے لی ہے۔ میں آپ کی بندگی میں آ کر تمام بندگیوں سے آزاد ہو کر اپنی متانیٰ حیات کو آپ کے قدموں میں پیش کرتے ہوئے عہد کرتا ہوں کہ آج سے میرا سرکسی کے سامنے نہیں جھکے گا۔ اس عظمت والے گھر میں کیا جانے والا ایک سجدہ مجھے ان تمام بندگیوں سے نجات دے گا جن میں میں آج تک پڑا ہوا تھا۔

یہ توحیدی اجتماع ہر فرد کو آغاز سے تجھیل تک کلدہ حق بلند کرنے اور بلا خوف و خطر خالقِ حقیقی کی عظمت و جلال کو ہر ایوان میں بلند کرنے، اور بلا خوف و ہراس وقت کے جباروں کو اللکار کران کی آمریت اور اللہ سے بغاوت کرنے کی روشن کورڈ کرتے ہوئے، زندگی کے تمام معاملات کو اللہ کی بندگی میں لانے اور اپنے قبلے کی درستی کے ساتھ اپنی ترجیحات میں بینادی تبدیلی کا مطالبہ کرتا ہے۔ کل تک ایک شخص کا گھنٹوں نیند کے مزے لینا اس کی ترجیح تھی تاکہ وہ تروتازہ ہو سکے۔ اب وہ بھی تازگی چند لمحات کے لیے آنکھ بند کر کے حاصل کر لیتا ہے اور وقت کا براحتہ اللہ تعالیٰ کی حمد و عظمت کے بیان میں صرف کرتا ہے۔ کل تک اس کی ترجیح اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لیے زیادہ سے زیادہ دولت، آسائش کا حصول تھا۔ اب وہ اپنے دینی بھائی کے لیے اپنے حق کو قربان کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ صبر و تحمل کے ساتھ اُس سچے وعدے کے پیش نظر جو ربِ کریم نے اپنے بندوں سے کر لیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو فردوس کا وارث بنادے گا، اس دنیا میں پیش آنے والی ہر آزمائش و امتحان کو خوشی کے ساتھ برداشت کرتا ہے۔ وہ حج کے ظاہری فوائد اخوت، رواہاری، باہمی تعارف، تجارتی فروغ، مرکزِ توحید اور مرکزِ رسالت سے والیگی، اتحادِ امت، تعاون باہمی، سنتِ ابراہیمی کے احیا اور ماضی کے تمام گناہوں سے نجات کے ساتھ ایک نئے عزم و ارادے سے مسلک ہو کر واپس ہوتا ہے۔

اب عصیت، فرقہ واریت، علاقائیت، قبائلی اور برادری کے فخر اسے اپنی طرف متوجہ نہیں

کرتے۔ اس نے اللہ کے رنگ کو اختیار کر لیا ہے۔ تمام بادوں کو انتار کر اللہ کی بندگی کی قباق کو پہن لیا ہے۔ اب چاہے وہ دوبارہ اپنے ملک کی زبان میں بات کر رہا ہو لیکن اب سوچ کا انداز، دل کی دھڑکن، ذہن کا رجحان صرف ایک مرکز کی طرف ہے کہ کس طرح اللہ کی زمین میں اللہ کی حاکیت کو قائم کر سکے، کس طرح ظلم و احتصال کے خداوں سے نسبات حاصل کر کے عدل و رواداری اور محبت و اخوت کو رواج دے سکے۔ جس اجتماعیت کا تجربہ اسے حج کے دوران ہوا ہے وہ اس کے اعتقاد اور اللہ پر توکل میں اضافہ کرتا ہے کہ وہ ایک ایسی امت سے وابستہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خیرامہ قرار دے کر تمام اقوام عالم کی سربراہی کے فریضے پر فائز کیا ہے۔ اپنے تن من درجن کو صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی میں دینے کے عمل کے ساتھ اب اس کا اصل کردار توحید خالص کو اپنے ملک میں، اپنے معاشرے میں، اپنے گھر میں اور خود اپنی شخصیت میں ہر سطح پر نافذ کرنا ہے۔

حج اسے عالمی تحریک اسلامی سے وابستہ ہو کر کلمہ حق کے بلند کرنے اور حاکیتوالہیہ کے قیام کی جدوجہد میں شامل ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ حج کا اقلابی عمل معاشرے میں یہی اور بھلائی کے فروغ اور بدی اور نجاش کے خاتمے کے لیے اجتماعی جدوجہد کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ معاشرے کو وہ تازہ خون فراہم کرتا ہے جو معاشرے کی صحت کی ضمانت دیتا ہے۔ ہر سال لاکھوں افراد اس نظام تربیت سے گزرتے ہیں۔ یہ ایک عظیم سرمایہ ہے جسیں طور پر استعمال کیا جائے تو دعوت الی اللہ اور حکومت الہیہ کے قیام کی منزل جلد قریب آسکتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں اللہ کے ان بندوں تک پہنچا جائے جو اس عظیم فریضے کی تکمیل کے بعد اپنے گھر واپس لوٹے ہوں اور انھیں حج کے عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے منظم ہونے اور اس تربیت میں حاصل کی گئی بھلائی کو اصلاح معاشرہ، اصلاح گھر اور اصلاح اقتدار کے لیے استعمال کرنے کی طرف متوجہ کیا جائے۔